فہمِ قرآن: تفاسیر کی روشنی میں

ظالموں سے تعاون؟

... فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ۲۸: ۱۷)

... پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا۔

(موضح الفرقان: شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

... اس کے بعد اب میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔

(تفہیم القرآن: مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

معارف القرآن: مفتی محمد شفیعؒ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔

مسئلہ اوّل یہ کہ مظلوم اگرچہ کافر یا فاسق ہی ہو اس کی مدد کرنا چاہیے' دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کسی مجرم ظالم کی مدد کرنا جائز نہیں۔ علماء نے اس آیت سے استدلال فرما کر ظالم حکام کی ملازمت کو بھی ناجائز قرار دیا ہے کہ وہ بھی ان کے ظلم کے شریک سمجھے جائیں گے اور اس پر سلف صالحین سے متعدد روایات نقل کی ہیں (کما فی روح المعانی)۔ کفار یا ظالموں کی امداد و اعانت کی مختلف صورتیں ہیں اور ان کے احکام کتبِ فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ احقر نے احکام القرآن میں بزبانِ عربی اسی آیت کے ذیل میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تنقیح لکھ دی ہے۔ اہلِ علم اس کو دیکھ سکتے ہیں۔

ضیاء القرآن: پیر کرم شاہ الازہری

آپ نے مژدۂ مغفرت سنا تو عرض کی' مجھے تیری عنایات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائی ہیں'

آئندہ مجرموں کا معاون نہیں بنوں گا۔ اس آیت سے علماءِ اسلام نے یہ استدلال کیا ہے کہ ظالموں کی امداد اور ان کی خدمت ممنوع ہے۔ واحتج اهل العلم بهذه الاية على المنع من معونة الظلمة وخدمتهم (روح المعانی)۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی سماعت فرمایئے، من مشى مع مظلوم ليعينه على مظلمته ثبت الله قدميه على الصراط يوم القيمة يوم تزل فيه الاقدام ومن مشى مع ظالم ليعينه على ظلمه ازل الله قدميه على الصراط يوم تدحض فيه الاقدام (قرطبی)

یعنی جو شخص کسی مظلوم کی مدد کے لیے اس کے ساتھ چلے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، جو قدموں کے پھسلنے کا دن ہے، اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا اور جو شخص ظالم کے ساتھ اس کے ظلم پر اس کی مدد کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس دن اس کے قدم پلِ صراط سے پھسل جائیں گے۔

تفہیم القرآن: سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

حضرت موسیٰؑ کا یہ عہد بہت وسیع الفاظ میں ہے۔ اس سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ میں کسی مجرم فرد کا مددگار نہیں بنوں گا، بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ میری امداد و اعانت کبھی ان لوگوں کے ساتھ نہ ہوگی جو دنیا میں ظلم و ستم کرتے ہیں۔ ابن جریر اور متعدد دوسرے مفسرین نے اس کا یہ مطلب بالکل ٹھیک لیا ہے کہ اسی روز حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کی حکومت سے قطع تعلق کر لینے کا عہد کر لیا، کیونکہ وہ ایک ظالم حکومت تھی اور اس نے خدا کی زمین پر ایک مجرمانہ نظام قائم کر رکھا تھا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کسی ایماندار آدمی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ ایک ظالم سلطنت کا کل پرزہ بن کر رہے اور اس کی حشمت و طاقت میں اضافے کا موجب بنے۔

علماءِ اسلام نے بالعموم حضرت موسیٰؑ کے اس عہد سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک مومن کو ظالم کی اعانت سے کامل اجتناب کرنا چاہیے، خواہ وہ ظالم فرد ہو، یا گروہ، یا حکومت و سلطنت۔ مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ میرا بھائی بنی امیہ کی حکومت میں کوفے کے گورنر کا کاتب (سیکرٹری) ہے۔ معاملات کے فیصلے کرنا اس کا کام نہیں ہے۔ البتہ جو فیصلے کیے جاتے ہیں وہ اس کے قلم سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ نوکری وہ نہ کرے تو مفلس ہو جائے۔ حضرت عطاء نے جواب میں یہی آیت پڑھی اور فرمایا تیرے بھائی کو چاہیے کہ اپنا قلم پھینک دے، رزق دینے والا اللہ ہے۔

ایک اور کاتب نے عامر شعبی سے پوچھا "اے ابو عمرو' میں بس احکام لکھ کر جاری کرنے کا ذمہ دار ہوں' فیصلے کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوں' کیا یہ رزق میرے لیے جائز ہے"؟ انہوں نے کہا "ہو سکتا ہے کہ کسی بے گناہ کے قتل کا فیصلہ کیا جائے اور وہ تمہارے قلم سے جاری ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کا مال ناحق ضبط کیا جائے' یا کسی کا گھر گرانے کا حکم دیا جائے اور وہ تمہارے قلم سے جاری ہو۔" پھر امام موصوف نے یہ آیت پڑھی جسے سنتے ہی کاتب نے کہا "آج کے بعد میرا قلم بنی امیہ کے احکام جاری کرنے میں استعمال نہ ہوگا۔" امام نے کہا "پھر اللہ بھی تمہیں رزق سے محروم نہ فرمائے گا۔"

ضحاک کو تو عبدالرحمٰن بن مسلم نے صرف اس خدمت پر بھیجنا چاہا تھا کہ وہ بخارا کے لوگوں کی تنخواہیں جاکر بانٹ آئیں' مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ ان کے دوستوں نے کہا' آخر اس میں کیا حرج ہے؟ انہوں نے کہا' میں ظالموں کے کسی کام میں بھی مددگار نہیں بننا چاہتا (روح المعانی' ج ۲۰' ص ۴۹)۔

امام ابو حنیفہؒ کا یہ واقعہ ان کے تمام مستند سوانح نگاروں' الموفق المکی' ابن البزاز الکردری' ملا علی قاری وغیرہم نے لکھا ہے کہ انہی کی تلقین پر منصور کے کمانڈر انچیف حسن بن قحطبہ نے یہ کہہ کر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا کہ آج تک میں نے آپ کی سلطنت کی حمایت کے لیے جو کچھ کیا ہے یہ اگر خدا کی راہ میں تھا تو میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے' لیکن اگر یہ ظلم کی راہ میں تھا تو میں اپنے نامۂ اعمال میں مزید جرائم کا اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔

بقیہ: حکمت مودودیؒ

گے' اور آخر وقت تک ہماری کوشش یہی رہے گی کہ اپنی قوم کے عوام کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرکے اسے صحیح فیصلہ کرنے کے قابل بنائیں۔ اس میں اگر کامیابی ہوجائے تو الحمد للہ اور اگر خدانخواستہ کبھی کامیابی نہ ہو' تو ہم اس پر راضی ہیں کہ خدا کے ہاں ہمارا نام امتِ محمدیہ کو بے وقوف بنانے والوں میں نہ لکھا جائے۔